ہندوستان پاکستان کے جن شہروں کو ہمارے اس خطہ میں غیر معمولی شہرت اور امتیاز حاصل رہا ہے مراد آباد انہی میں سے ایک ہے۔ مراد آباد کی ایک وجہ شہرت یہ مدرسہ شاہی بھی ہے جس کی بنیاد ۱۸۷۸ء میں حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ نے رکھی تھی۔ اکابر علماء ہند کی سرپرستی میں ترقی کے زینے طے کرتا یہ ادارہ آج بھی خدمتِ دین میں مصروف ہے۔ اس ادارے کی خدمات کا تفصیلی تعارف جس محنت سے ماہنامہ "ندائے شاہی" کی اس خاص اشاعت میں محفوظ کیا گیا ہے۔ وہ لائق داد ہے۔

مدرسہ شاہی کے تعارف کے ضمن میں ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ اس کے مستفیدین میں حضرت مولانا مفتی کفایت اللہؒ اور حضرت مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ اور اس کے فضلاء میں مولانا سید حامد میاںؒ اور مولانا مفتی محمودؒ جیسے مشاہیر اہلِ علم کے نام آتے ہیں۔

امیرِ معاویہ نمبر---- ماہنامہ "تعلیم القرآن" راولپنڈی

O مدیر و مرتب: مولانا محمد عطاء اللہ بندیالوی

O ناشر: دار العلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی

O ضخامت ۶۰۱ صفحات

O کتابت طباعت: متوسط

O قیمت: ۱۵ روپے

نور نگاہِ سیدہ ہندہؓ کا مرتبہ
کوئی بھی ہو کسی سے گھٹایا نہ جائے گا
واجب ہوا ہے ہم پہ دفاعِ معاویہؓ
دامن معاویہؓ کا چھڑایا نہ جائے گا

یہ اشعار جو حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری مدظلہ نے کوئی تیس پینتیس برس ادھر لکھے تھے ہمیں یوں یاد آگئے کہ جب یہ اشعار لکھے گئے تھے تب ہمارے یہاں اس بات کا تصور بھی محال تھا کہ کوئی دینی جریدہ سیدنا امیر معاویہؓ کی حیات و خدمات اور ان کے مقام و منصب کے بیان کے لئے کسی اشاعتِ خاص کا اہتمام کرے۔ آج جب سیدنا امیر معاویہؓ کی عظمتوں کے اعتراف کی اس انداز سے اہلِ سنت علماء کو توفیق ہوتی ہے تو ہمارے نشاط وانبساط کا عجیب عالم ہوتا ہے۔ ایک تہائی صدی بیت گئی اس بات کو جب اس ملک میں اللہ کے ایک عظیم بندے نے جسے لوگ "ابو معاویہ ابوذر بخاری" (مدظلہ) کے نام سے جانتے ہیں دفاعِ معاویہؓ کو ایک نعرہ، ایک مشن، ایک تحریک اور ایک عنوانِ جہاد بنا دیا تھا۔ تب اس تحریک کو اسی جور و تشدد اور دشنام و الزام کا سامنا بھی کرنا پڑا تھا۔ جو ہمیشہ کے لئے اہلِ حق اور اہل عزیمت کے مقدر میں لکھا جا چکا ہے۔ اُس دور میں ابلیس خصلت اربابِ اقتیار اور منافقت زاد سبائیوں کی ہمنوائی میں ان لوگوں نے بھی ناموسِ صحابہ کے تحفظ کی اس مقدس جدوجہد کو فساد، بدعت اور گمراہی کہا جو اپنے تئیں حق و صداقت کے موروثی امین و پاسدار اور رشد و ہدایت کے موروثی اجارہ دار ہو کر

بنے ٹھنے پھرتے تھے اور جن لوگوں نے مسجدوں، مدرسوں اور خانقاہوں میں علم و تحقیق اور فہم و بصیرت کا قحط پیدا کر دیا تھا۔ ان ہوس کے بندوں کی اسی روش کا یہ شاخسانہ تھا کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں علم کے بیڑ سے تہذیب کے جتنے بھی بندر اترے وہ "مودودیت" کو حرز جاں بنائے ہوئے ہوتے یا "پرویزیت" کو ورد زباں! یہی وہ "مثالی ماحول" تھا جس نے اس ملک میں اشتراکی کوچہ گردوں کی شورش اور سبائی فتنہ پردازوں کی یورش کو کامیاب بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ ایسے مسموم ماحول میں اہلِ سنت میں دین کی غیرت، عقیدے کا شعور اور عمل کا جذبہ اگر ختم نہ کیا جاسکا تو اسکے اسباب کو ضرور سوچنا اور کھوجنا چاہیئے۔ نفس الامری حقیقت یہ ہے کہ یہ اسی مقدس تحریک (مدح و دفاعِ صحابہ) کے اثرات و برکات ہیں کہ آج پاکستان کو ایران بنانا سہل نہیں رہا۔ مجلسِ احرارِ اسلام کی تحریک مدح صحابہ (لکھنؤ) کو تو ۱۹۳۶ء میں بھی بہت سے ابلہانِ مسجد اور فرزندانِ تہذیب نے فتنہ اور گمراہی قرار دیا تھا۔ اور جب مجاہدینِ تحریک نے فرنگی استعمار اور اس کے سبائی زلہ خواروں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا تو وہی "علماء اس کامیابی کو اپنی کامیابی باور کرانے پر کمربستہ ہو گئے۔ اسی طرح ۱۹۶۲ء میں جب مجلسِ احرار نے ملتان میں پہلا "یوم معاویہؓ" منایا تو جملہ "علماءِ حق" نے اپنی تاریخ کو بکمال و تمام دہرایا۔ ملتان سے دہلی تک پھیلی ہوئی ان کی روسیاہی کی یہ داستان طویل بھی ہے اور عبرت ناک بھی! الحمدللہ کہ اسوۂ رسول اور اسوۂ آل و ازواج و اصحابِ رسول کی روشنی سے اہلِ سنت کے دل و دماغ برابر منور ہو رہے ہیں۔ اور روشنی کے نقیب سرخرو ہو رہے ہیں کہ اب ایک فرد اور ایک جماعت کی بجائے بہت سے افراد اور بہت سی جماعتیں اس دینی فریضے کی ادائیگی میں مشغول ہیں۔

ماہنامہ "تعلیم القرآن" کا "امیر معاویہؓ نمبر" دیکھ کر جی بہت خوش ہوا۔ سیدنا معاویہؓ کی شخصیت و کردار، مقام و مرتبے، تدبر و سیاست، فتوحات و خدمات، اجتہادی اقدامات، تفقہ و تورع، تحمل و بردباری، فضائل و اعزازات، انفرادی خصوصیات اور ان کی خلافت راشدہ کے حوالے سے بہت بھرپور اور بہت قیمتی مقالات یکجا شائع کر دیئے گئے ہیں۔ خصوصاً حضرت مولانا عامر عثمانیؒ، مولانا جعفر شاہ پھلواریؒ، مولانا عبدالعلی فاروقی (نبیرۂ امام اہل سنت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ) اور مولانا محمد حسین شاہ نیلوی کے آثارِ خامہ، معرکۃ الآرا ہیں۔

ہم مجلہ کے مدیر مولانا محمد عطاء اللہ بندیالوی کو مبارکباد بھی پیش کرتے ہیں اور ان سے گذارش بھی کرتے ہیں کہ یہ سلسلہ ضرور جاری رکھیں۔ سیدنا معاویہؓ کی ذات والاصفات پر تو اردو میں ہی گزشتہ برسوں میں اچھا خاصا مواد سامنے آچکا ہے۔ اس سے استفادہ اور موجودہ نمبر میں بھی جن کمیوں اور کمزوریوں سے مدیر موصوف مطلع ہوئے ہیں ان کی اصلاح کے بعد کم از کم ایک اور اشاعت کا اہتمام فرمائیں۔

بقیہ از صفحہ ۵۴

شاہ جیؒ کے ساتھ بندہ بھی باگڑ سرگانہ جلسے میں شرکت کے لئے جا پہنچا۔ شاہ جی ایک پلنگ پر تشریف فرما ہوئے۔ ارد گرد سب عقیدت مند بیٹھ گئے۔ ایک دیہاتی ملنے کے لئے آیا وہ چند قدم ابھی دور ہی تھا کہ جیب سے تسبیح نکال کر اللہ اللہ پکارتا ہوا مصافحہ کرنے لگا۔ شاہ جیؒ نے اس کے ہاتھ پکڑ لئے۔ پاس ہی حافظ محمد حسین صاحبؒ (خطیب مسجد پیر مبارکؒ عبدالحکیم) کی ایک تھیلی میں لمبی تسبیح رکھی ہوئی تھی۔ شاہ جیؒ نے تھیلی سے تسبیح بھی نکالنی شروع کی اور ساتھ ساتھ کہنا شروع کیا۔ "لوکاں دیا جپالیاں دے باہنے دا جپیاں۔ ساری عمراں تسبیح ماری ہک نہ پٹیا وال۔ چھنا انج چھڑیندا یار چھنا انج چھڑیندا یار۔ مجمع سارا ہنس ہنس کے لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔ اور شاہ جیؒ بار بار۔ چھنا انج چھڑیندا یار ۔۔۔۔۔ دراصل یہ اس ریاکاری پر نہایت لطیف انداز میں طنز تھا۔